جناب ڈاکٹر محمد ایوب قادری

حضرت سید احمد شہیدؒ کی اردو تالیفات

سید احمد شہید[۱] تحریک جہاد کے قائد اور رہنما تھے انہوں نے اپنے رفقاء کے ساتھ اصلاح معاشرہ کے لئے سخت جدوجہد کی۔ ان کے ہاتھ پر بہت سے علماء نے بیعت کی اور تبلیغ و تذکیر کے فرائض بڑے پیمانے پر انجام دئے سید احمد کے رفقاء نے اظہار خیال کا ذریعہ اردو زبان کو بنایا۔ خود سید احمد شہید کے اردو زبان میں دو رسالے۔ ۱: تفسیر سورہ الحمد اور (۲) رسالہ حقیقت الصلوٰۃ یادگار ہیں۔

سید احمد بن محمد عرفان، تکیہ رائے بریلی (اودھ) میں ۶ صفر ۱۲۰۱ھ۔ ۲۹ نومبر ۱۷۸۶ء کو پیدا ہوئے۔ کافیہ تک تعلیم ہوئی حصن حصین بھی پڑھی تھی۔ خطوط پڑھ اور لکھ بھی لیتے تھے[۲]۔ شاہ عبدالقادر دہلوی نے تعلیم و تربیت فرمائی۔ شاہ عبدالعزیز کے مرید اور خلیفہ ہوئے۔ سات سال تک امیر خان کے لشکر سے وابستہ رہے اس کے بعد دہلی آئے اور بیعت و ارشاد کا سلسلہ شروع کر دیا۔ شاہ اسمٰعیل اور مولوی عبدالحیٰ ایسے علماء ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اس کے بعد دوآبہ کا دورہ کیا۔ شعبان ۱۲۳۹ھ۔ اپریل ۱۸۲۴ء میں حج سے فارغ ہو کر آئے۔ جمادی الاخری ۱۲۴۱ھ۔ ۱۸۲۶ء میں جہاد کے لئے روانہ ہوئے۔ ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ۔ ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ میں جام شہادت نوش کیا۔

سید صاحب کے یہ دونوں رسالے ان کی زندگی ہی میں شائع ہوئے تھے۔ اور ان رسائل کے خاتمۃ الطبع میں بالصراحت یہ بات بتائی گئی ہے کہ یہ دونوں رسالے سید احمد شہید کے افکار عالیہ ہیں[۳]۔ خاتمۃ الطبع کی عبارت درج ذیل ہے[۴]

۱۔ سید احمد شہید کے حالات اور تحریک پر کئی وقیع کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں غلام رسول مہر کی "سید احمد شہید"۔ کتاب منزل لاہور ۱۹۵۲ء۔ اور مولانا ابوالحسن ندوی کی "سیرت سید احمد شہید" کراچی ۱۹۷۵ء، خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ۲۔ صیانۃ الاناس عن وسوسۃ الخناس۔ از مولوی حیدر علی رامپوری (قلمی) ورق ۳۶ الف (مخزونہ رضا لائبریری رام پور) ۳۔ سید احمد شہید نے ایک مرتبہ اپنے مرید مولوی محمد اشرف (المتوفی ۱۲۴۴ھ ۱۸۲۸ء) بن قاضی نعمت اللہ کے سامنے بھی سورہ الحمد کی تفسیر بیان کی تھی (ملاحظہ ہو مقالات طریقت معروف بہ فضائل عزیزیہ از عبدالرحیم ضیاء، مطبع متین حیدرآباد دکن ۱۲۹۲ھ، ص ۲۱۶) ۴۔ ایک مجموعہ رسائل ۱۔ حقیقت الصلوٰۃ ۲۔ تفسیر سورۃ الحمد ۳۔ رسالہ اہل سنت کے عقائد ۴۔ راہ نجات۔ ناقص الاول ہمارے پیش نظر ہے اس کے ص ۱۲۰ سے یہ عبارت نقل کی ہے یہ مجموعہ مولوی بدر علی کے چھاپہ خانہ کلکتہ میں طبع ہوا ہے۔

"الحمد للہ کہ تفسیر الحمد کی ہندی زبان میں جو حضرت رئیس المومنین امام العارفین سید المسلمین قدوۃ السالکین پیر و مرشد حضرت سید احمد صاحب النفع پہنچائے اللہ ہم کو اور ہم سب مسلمان بھائیوں کو ان کی بقا سے اور زیادہ کرے فیض اور ارشاد ان کا۔ آپ اپنی زبان سے فیض ہدایت ترجمان سے فرما کے جامع علوم ظاہری اور باطنی جناب مولانا عبدالحیؒ صاحب دام فیضہ سے تحریر کروائی اور حقیقت صلوٰۃ کی جو نماز پنجگانہ ہے اور کتنی فائدوں کے ساتھ جیسے ایک فاضل کامل نے حضرت پیر و مرشد کے مریدوں میں سے حضرت کی زبان اقدس سے سن کے ہندی زبان میں لکھا ہے۔" اہتمام سے عاصی بنیر خاں اور وارث علی کے جناب مولوی محمد علی صاحب کی تصحیح سے مولوی بدر علی صاحب کے چھاپے خانے میں خاص و عام کے فائدے کے لئے چھاپا ہوئی تھی۔ اب اگر عالی ہمت کسی مقام پر عبارت محاورے کی مخالف پاویں تو زبان طعنے کی دراز نہ کریں۔

مندرجہ بالا عبارت سے درج ذیل امور واضح ہوئے۔

۱۔ یہ رسالے سید احمد شہید اور مولوی عبدالحیؒ کی زندگی میں شائع ہوئے تھے۔

۲۔ سورہ الحمد کی تفسیر سید احمد شہید نے اپنی زبان سے مولوی عبدالحیؒ کو تحریر کروائی۔

۳۔ رسالہ حقیقت الصلوٰۃ، سید احمد شہید کی زبان سے سن کر ان کے کسی "فاضل کامل" مرید نے قلم بند کیا۔ ان فاضل کا نام نہیں بتایا گیا۔

مولوی عبدالحلیم چشتی صاحب کے سامنے ان رسائل کا جو مطبوعہ نسخہ رہا ہے اس میں سنہ طبع بھی دیا ہے جیسا کہ درج ذیل عبارت سے واضح ہے۔[۴]

"کیونکہ مقصود چھاپنے سے محض خیر خواہی جماعت مسلمین کی اور بہتری خواص و عام مومنین کی ہے نہ آرائش الفاظ کی۔ لہٰذا جو قلمی مولوی صاحب ممدوح کا تھا۔ اگرچہ بعض مقام پر خلاف محاورہ ہووے بعینہٖ جمادی الآخرہ کی بائیسویں تاریخ، ۱۲۳۷ھ ـ ۱۸۲۲ء میں علی باجرہ والصلوٰۃ والسلام طبع ہوا[۵]"

---

[۴] تفسیر سورہ فاتحہ از حضرت سید احمد شہید (مقالہ مولوی عبدالحلیم چشتی مطبوعہ الرحیم حیدرآباد سندھ ستمبر ۱۹۶۵ء، ص ۲۶)

[۵] اٹھارہ انیس برس کے بعد یہ دونوں رسالے (حقیقت الصلوٰۃ و تفسیر سورہ الحمد) محمد مصطفےٰ خان (ابن محمد روشن خان، المتوفی ۱۲۶۹ھ ـ ۱۸۵۲-۵۳ء) نے مطبع مصطفائی لکھنؤ سے ۱۲۵۵ھ ـ ۱۸۳۹ء میں چھاپ کر شائع کئے۔ (سید احمد شہید کی تحریک کا اثر اردو ادب پر از مولوی عبدالحلیم چشتی مطبوعہ "الرحیم" حیدرآباد سندھ ص ۶۵۰ فروری ۱۹۶۶ء)

تفسیر سورۃ الحمد

سورہ الحمد کی تفسیر کے شروع میں ایک مقدمہ سا لکھا ہے جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔[1]

"اس سورے میں اللہ نے دعا کی طرح بتلائی ہے اور اللہ کے بتلائے برابر سب کا بتلایا نہیں ہوتا اس واسطے یہ سورت بڑی بزرگی رکھتی ہے۔ اور دعا میں دستور یوں ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ باوجودیکہ سب آدمی محتاج بے مقدور ہیں پر سوال کرنے میں جو آدمی سخی، کریم، باہمت اور بامقدور ہوتا ہے اسی سے مانگتے ہیں۔ جتنا تفاوت آدمیوں میں اوصاف سے ہوتا ہے اتنا ہی سوال کرنے میں فرق پڑتا ہے جس میں سخاوت نہ ہو اس سے نہیں مانگتے۔ اور جو سخاوت ہو پر ترش روئی بھی ہو تو اس سے بھی مانگنے میں پرہیز کرتے ہیں۔ اور جو ترش رو بھی نہ ہو بہت خلیق ہو۔ پر دینے کے پیچھے اِترا وے، جتلا وے، منت رکھے۔ اس سے بھی مانگنا اچھے آدمیوں کو سخت بھاری ہوتا ہے اور جو بے مقدور ہو تو اس سے مانگنا ہی نہیں ہو سکتا اور جتنے یہ اوصاف پرکمال ہوں اتنا مانگنا اس سے خوب ہوتا ہے یہاں تک کہ مانگنا عزت ہو جاتا ہے جب کوئی بڑا ہی کریم، باہمت، پرلے درجے کا سخی ہو کہ وہ اپنی خوبیوں کے سبب مانگنے والے کا ہر طرح پاس کرے اور اس سے مانگنا عزت ہو جاتی ہے اور سوال کرنے میں آدمی اول وہ صفتیں اور خوبیاں بیان کرتا ہے کہ جس سے سوال رد نہ ہو۔ اور ایسا کہتا ہے کہ جس سے سوال کرے وہ بھی مان لے اور اقرار کرے کہ ہاں میں ایسا ہی ہوں اور تیرا کہنا سچ ہے تو بھی دل کے اعتقاد سے کہتا ہے جب یہ سب ہو کر سوال ہوتا ہے تو ہرگز وہ سوال رد نہیں ہوتا۔ بلکہ سوال کرنا واجب ضرور ہو جاتا ہے۔

"مالک یوم الدین" کی تفسیر بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔[2]

مالک ہے جزا کے دن کا ــــــ جزا کا دن قیامت ہے۔ اور اللہ کی مالکیت ہمیشہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ مگر ان دونوں میں اتنا فرق ہے کہ دنیا میں بظاہر اور بھی مالک کہلاتے ہیں۔ گو وہ مالکیت عاریت اور ناپائدار ہے کیونکہ اصل مالک اللہ ہی ہے۔ لیکن قیامت میں یہ عاریت کی مالکیت بھی اٹھ جاوے گی۔ جیسے کوئی شخص کہ کسی زمیندار کی زمین میں رہتا ہے اور اس کی رعیتی ہو اور وہ شخص اس زمیندار کے غائبانہ باقی رعیت کے سامنے اپنے تئیں اس زمین کا مالک کہتا ہو۔ تو وہ شخص جب زمیندار کے سامنے جاوے گا تب آپ کو ہرگز مالک نہ کہوے گا اور وہ زمین اپنی نہ بتلاوے گا بلکہ اس زمیندار کے روبرو یوں کہے گا کہ میرا جان و مال اور جورو اور لڑکے سب تمہارے ہی ہیں۔ اور یہی حال ہوگا اوس زمیندار کا وہاں کے راجہ کے سامنے اور اوس راجہ کا کسی نواب کے روبرو اور اوس نواب کا کسی بادشاہ کے سامنے، قیامت کو سب کا حال اس سے زیادہ ہوگا مالک حقیقی کے سامنے۔

---

[1] سورہ الحمد مشمولہ مجموعہ رسائل مطبوعہ ص ۲۴، ۲۵

[2] " " " ص ۳۲، ۳۳

سو اس طرح اللہ کی مالکیت اور بادشاہی اوس دن آشکارا ہوگی۔ اور سب پر کھلے گی۔ سب اس کی مالکیت کا اقرار کریں گے۔ کیونکہ اوس کے حضور ہوں گے۔ اور ہر بات پر اللہ کی طرف سے جواب ہوتا ہے۔"

"تفسیر سورۃ الحمد کا اختتام اس طرح ہوا ہے[1]

"یعنی کافر ہر چند اون سے بھی کبھی کوئی کام اللہ کی رضا مندی کا ہو جاوے پر اون کی راہ بھی ہرگز نہیں مانگنا اون کے نصیب میں وہ رضا مندی نہیں جو آخرت میں فائدہ دے۔"

<u>زبان و بیان - چند اسمائے صفت</u>

حضوری : بندے کے دل میں حضوری اور بڑی محبت بہت چمک جاوے۔ صہ ۲۷

مالکیت : اللہ کی مالکیت اور بادشاہی اوس دن آشکارا ہوگی۔ صہ ۳۴

پچھتانا سے حاصل مصدر

پچھتاو۔ کبھی پشیمانی اور پچھتاو ہوتا ہے۔ صہ ۳۸

<u>نری بمعنی صرف</u> نری عبادت نری اللہ کی ہے صہ ۳۳

<u>کرکر۔ کا استعمال</u> کرکر جب اللہ کی ثنا صفت کرکے یہ کہتا ہے صہ ۳۶

<u>اُنے۔ بجائے اُس نے</u> ۔ اُنے۔ اُنے اپنے بندے کو ایک تعریف کی چیز دی ہے۔ صہ ۲۹

<u>اِتّا بجائے اتنا</u> ۔ اِتّا۔ ان دونوں میں اِتّا فرق ہے۔ صہ ۳۲

<u>کِتّا بجائے کتنا</u> ۔ کِتّا۔ ایسے غلام پر مالک کِتّا ہی سنگ دل، بخیل ہو صہ ۳۶

<u>مضارع "وے" کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ جیسے</u> اترا وے۔ جتلاوے۔ پاوے صہ ۲۵

سورہ الحمد کی تفسیر پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی عبد الحلیم چشتی لکھتے ہیں[2]

"سید احمد شہید نے بالکل بول چال کی زبان استعمال کی ہے۔ اور روزمرہ کو نہیں چھوڑا ہے۔ اس میں تصنع اور لفاظی نہیں ہے۔ ہندی کے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو عام فہم ہیں اور اس دور میں محاورے میں رچ بس گئے تھے۔ یہ تفسیر موضوع اور انداز بیان دونوں اعتبار سے اہمیت رکھتی ہے۔"

یہاں ہم ایک بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ رسالہ حقیقت الصلوٰۃ میں جو ترجمہ سورہ الحمد کا دیا گیا ہے وہ شاہ عبد القادر دہلوی کا ترجمہ ہے حالانکہ سید احمد شہید تفسیر الحمد میں ترجمہ مستقل طور سے کر چکے تھے اور یہ دونوں رسالے ایک ساتھ ان کی زندگی میں ۱۲۳۷ھ - ۱۸۲۲ء میں طبع ہوئے تھے۔ سورہ الحمد کے دونوں ترجمے درج ذیل ہیں۔

---

[1] تفسیر سورہ الحمد (منقولہ مجموعہ رسائل مطبوعہ) صہ ۳۲، ۳۳ [2] تفسیر سورہ فاتحہ از حضرت سید احمد شہید (مقالہ مولوی عبد الحلیم چشتی مطبوعہ الرحیم حیدرآباد سندھ ستمبر ۱۹۶۵ء) صہ ۲۶۸

سورہ الحمد کا ترجمہ جو تفسیر الحمد میں دیا گیا ہے۔	سورہ الحمد کا ترجمہ جو رسالہ حقیقت الصلوٰۃ میں دیا گیا ہے وہ شاہ عبدالقادر دہلوی کا ہے۔
سب حمد اللہ ہی کو ہے، پرورش کرنے والا ہے سارے جہانوں کا۔ بہت رحم والا۔ ہمیشہ کو رحم کرتا ہے۔ مالک ہے جزا کے دن کا۔ تجھی کو پوجتے ہیں ہم اور تجھی سے اعانت چاہتے ہیں ہم۔ بتلا ہم کو راہ سیدھی۔ اور اون کی جن پر فضل کیا تو نے نہ وے جن پر غصہ کیا اور نہ گمراہ۔	سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہاں کا ہے بہت مہربان نہایت رحم والا۔ مالک انصاف کے دن کا تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا ہے اور نہ بھٹکنے والوں کی۔

حقیقت الصلوٰۃ

سید احمد شہید نے نماز کی حقیقت اور اس کے اسرار و رموز پر یہ مختصر سا رسالہ نہایت سادہ اور سلیس زبان میں اپنے ایک فاضل مرید کو املا کرایا تھا۔ یہ رسالہ سید صاحب کی زندگی میں ۱۲۳۷ھ - ۱۸۲۲ء میں کلکتہ میں مولوی بدر علی کے چھاپے خانے میں چھپا تھا۔ مؤلف مخزن احمدی نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے [۱]

امام المجاہدین کیفیت الصلوٰۃ بہ نہج کہ در رسالہ موسومہ بحقیقت الصلوٰۃ کہ مصنفہ آنحضرت است بیان فرمودہ۔	امام المجاہدین (سید احمد) نے نماز کی کیفیت ایک انداز سے حقیقت الصلوٰۃ نام کے رسالہ میں کہ جو حضرت (سید احمد) کا تصنیف کردہ ہے بیان فرمائی ہے

حقیقت الصلوٰۃ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے [۲]

" الٰہی شکر تیرے احسان کا کہ تو نے ہمارے دل کو روشن اور زبان کو گویا کیا۔ اور ایسے نبی مقبول کو خلق اللہ کی ہدایت کے واسطے بھیجا کہ جس کی ادنیٰ شفاعت سے دونوں جہان کی نعمت پاویں۔ اور اوس کی ہدایت سے عرفان کی لذت اٹھاویں۔ پس درود و سلام اوس نبی مختار اور اس کے آل اطہار اور اصحاب کبار پر کہ جس نے بشر کو ضلالت و گمراہی سے باز رکھا۔ اور علماء کو زیور علم و دانش سے آراستہ کیا۔ پیچھے حمد خدا اور نعت رسول ؐ کے ارباب دانش پر ظاہر ہو جیو کہ مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اس کی صفات کو جانے اور اوس کے حکم معلوم کرے اور مرضی نامرضی اوس کی تحقیق کرے کہ بغیر اوس کے بندگی نہیں۔ اور جو بندگی بجا نہ لاوے سو بندہ نہیں اور بڑی بندگی نماز ہے۔ کہ بدوں اس کے کوئی بندگی قبول نہیں۔ کیونکہ سر اسب بندگیوں کا اور سب بُرے کاموں سے بچنے کا یہی ہے [۳]

---

[۱] مخزن احمدی از سید محمد علی (مطبع مفید عام اکبرآباد ۱۲۹۹ھ ص ۳۴، ۳۵

[۲] رسالہ حقیقت الصلوٰۃ (مشمولہ مجموعہ رسائل مطبوعہ ص ۲

[۳] ایضاً ص ۳، ۴

"حضوری بغیر تاثیر دل کے میسر نہیں اور تاثیر دل کی بدوں دانست معانی الفاظ کے حاصل نہیں اس واسطے جو کچھ نماز میں ہے معنی اس کے ہندی زبان میں محاورے کے موافق کہے ہیں کہ اکثر غریب لوگ کہ جو ان معنوں سے مطلق بے خبر ہیں سمجھ کے حضور دل سے نماز گذاریں اور بہت سی حلاوت پاویں اور ایک فائدہ اور ہے کہ اگر معنی الفاظ کے جانیں تو سب برے کاموں سے کہ جن سے نقصان ایمان کا ہے بچیں اور معلوم کریں کہ جو اقرار اپنے رب کے سامنے کیا ہے اوس پر قائم رہیں"

ایک اقتباس بطور نمونہ ملاحظہ ہو[۱]۔

" جاننا چاہئے کہ جو یہ بندہ پانچ وقت بیچ دربار ایسے بادشاہ عالی جاہ کے بے منت اور احسان کسی دوسرے کے حاضر ہو کے سرفراز ہو تو پھر لازم ہے کہ جو اپنے مالک کے سامنے اقرار کرآیا اوس پر قائم رہے یہ نہیں کہ پانچ وقت پروردگار کے سامنے " ایاک نعبد و ایاک نستعین" کہہ آوے بعد اوس کے اور کو پوجے اور وقت مصیبت کسی اور کو پکارے اور مدد چاہے اور لازم ہے کہ جو خدا سے دعا کرے کہ " اھدنا الصراط المستقیم " تو اوس کو تحقیق کرے کہ صراط مستقیم کہ راہ رضامندی حق تبارک تعالیٰ کی ہے کیا ہے۔ اور کمال شفقت سے اوس بندے کے واسطے پروردگار نے تین رکعت نماز وتر مقرر فرمائی کہ جس کے ادا کرنے سے بندہ اپنے خالق کے سامنے عزیز ہوتا ہے اور نماز وتر واجب ہے۔ اور پر قول صحیح کے اور دعائے قنوت پڑھنا تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے قرأت کے پیچھے واجب ہے"

کتاب کا اختتام اس طرح ہوا ہے[۲]۔

"اب بندہ مومن کو چاہئے کہ اپنے دل کی طرف ذرا انصاف سے رجوع کرے کہ یہ سب اقرار کہ جو ایسے حضور کے وقت میں سامنے اپنے مالک کے کرے اور موافق اس اقرار کے عمل میں نہ لاوے پھر روز جزا کے کون سا منہ لگا کے اوس قہار کے سامنے جاوے گا۔ ایمان نام فقط اقرار ہی کا نہیں ہے بلکہ اقرار ساتھ یقین کے چاہئے۔ کہ ثمرہ اوس کا عمل ہے اور عوام جو اس بات سے بے خبر ہیں۔ خواص کو واجب ہے کہ اون کو آگاہ کریں۔ کہ جو منہ سے اقرار کریں اوس کو عمل میں لاویں"

زبان و بیان۔ چند الفاظ کا استعمال

ارواح بمعنی جن۔ نہ ارواح نہ فرشتے صد ۱۲

چیلا۔ خاص چیلا سرکاری ہے۔ صد ۱۲

---

[۱] رسالہ حقیقت الصلوٰۃ (مشمولہ مجموعہ رسائل مطبوعہ) [۲] رسالہ حقیقت الصلوٰۃ (مشمولہ مجموعہ رسائل مطبوعہ) صد ۲۴/۲۳

حضوری ۔ نماز میں حضوری دل کی شرط ہے ۔ صد ۱۳

نامرضی ۔ مرضی نامرضی اوس کی تحقیق کرے ۔ صد ۱۲

بے چونی ۔ بے چونی اور بڑائی اوس اللہ کی اس سورہ میں باختصار خوب ہے ۔ صد ۱۵

پاپیچی ۔ خدمت پاپیچی کی اوس پر لازم ہے ۔ صد ۱۷

مضاف، مضاف الیہ سے پہلے | شکر نیز سے احسان کا صد ۱۲

نماز رغبت اور طہارت کی صد ۱۲ ۔ دفع کرنا شیطان کا صد ۱۲ ۔ حضوری دل کی صد ۱۳ ۔ نقص ایمان کا صد ۱۳

حرف جار، مجرور سے مقدم | بدون اوس کے ۔ صد ۱۲ ۔ پیچھے حمد خدا کے صد ۱۲ ۔ بغیر اوس کے صد ۱۲

جونسی کا استعمال بجائے جو | جونسی سورت پڑھے صد ۱۲

"ولے" کا استعمال | ولے، واسطے خاص کے ہیں صد ۱۳

اللہ صاحب کا استعمال عام ہے ۔

چند مرکب مصادر | خلیفہ کرنا
حکم دینا } خلیفہ کر کے سب پر اوس کو حکم دیا ۔ صد ۱۲

پاکیزگی کرنا ۔ پہلے طہارت اور پاکیزگی کرے ۔ صد ۱۳

جمع | طرف کی طرفوں صد ۵

سستی کی جمع سستیوں ۔ مشقت میں ڈالنا نفس کا اوس کی سستیوں کے اوقات میں صد ۱۳

حقیقت الصلوٰۃ میں الحاق | حقیقت الصلوٰۃ کا جو نسخہ ۱۲۳۷ھ ۱۸۲۲ء میں سید احمد شہید کی زندگی میں مولوی بدر علی کے چھاپے خانے میں کلکتہ میں اور بعد ازاں اس کی نقل مطبع مصطفائی لکھنو میں ۱۲۵۵ھ ۱۸۳۹ء اور ۱۲۶۶ھ ۱۸۵۰ء میں شائع ہوئی ہے ۔ ان مطبوعہ نسخوں میں یہ رسالہ دعائے قنوت پر ختم ہو جاتا ہے ۔ مگر بعد میں اس رسالہ میں اضافہ ہوتا رہا ہے رجب ۱۲۶۳ھ ۱۸۴۷ء کا مکتوبہ نسخہ ہمارے پیش نظر ہے اس میں مندرجہ ذیل عنوانوں کا اضافہ ہے

۱ ۔ آیۃ الکرسی ۔ ۲ ۔ اذان ۔ ۳ ۔ پانچ کلمے ۔ ۴ ۔ ایمان مجمل ۔ ۵ ۔ ایمان مفصل ۔ ۶ ۔ درود اور دعائیں ۔

رسالہ حقیقت الصلوٰۃ مختلف مطابع میں مصنف کے نام کی صراحت کے بغیر چھپتا رہا ہے اس وقت تین نسخے

مطبوعہ ۱ ۔ مطبع الطافی کانپور (۱۲۸۰ھ) باہتمام مولوی مسیح الزماں

۲ ۔ مطبع افتخار دہلی ۱۳۰۸ھ

۳ ۔ محمود المطابع دہلی (بغیر سال طباعت) باہتمام مرزا عالم بیگ خان

۴ ۔ پرکاش اسٹیم پریس لاہور (۱۳۴۰ھ) باہتمام ابو محمد جمیل ۔

پیش نظر ہیں ان نسخوں میں الحاقی مواد کے علاوہ نماز جنازہ اور دعائے سید الاستغفار کا بھی اضافہ ہے۔[1]

حقیقت الصلوٰۃ کا ایک خطی نسخہ رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے۔ اس کا عنوان" رسالہ نماز روزہ " ہے۔ کاتب نے اس رسالہ کو شاہ عبدالقادر کی تالیف بتایا ہے[2] مولانا امتیاز علی عرشی صاحب نے فہرست میں بھی اسی عنوان سے نقل کیا ہے۔ اس رسالہ کے شروع میں" تھانیسری "کی ایک مثنوی ہے۔ اس کے علاوہ اردو فارسی اور عربی کے چند اشعار۔ بعد ازاں عربی ادعیہ اور مارواڑی زبان کی دو چھوٹی چھوٹی حمد و نعت پر مشتمل نظمیں ہیں۔

رام پور کے خطی نسخے میں عبارت میں کہیں کہیں معمولی سا فرق بھی ہے۔ اب ہم رام پور کے خطی نسخے " رسالہ نماز و روزہ" اور مطبوعہ حقیقت الصلوٰۃ کی عبارات دو مقامات سے بطور مقابلہ نقل کر رہے ہیں۔

اقتباس از حقیقت الصلوٰۃ	اقتباس از رسالہ نماز و روزہ
الٰہی شکر تیرے احسان کا کہ تو نے ہمارے دل کو روشن اور زبان کو گویا کیا اور ایسے نبی مقبول کو خلق اللہ کی ہدایت کے واسطے بھیجا کہ جس کی ادنیٰ شفاعت سے دونوں جہان کی نعمت پاویں اور اوس کی رہنمائی سے عرفان کی لذت اٹھاویں۔	الٰہی شکر تیرے احسان کا یاد کروں کس زبان سے کہ ہماری زبان گویا کی اپنے نام کر اور دل کو روشنی دی اپنے کلام کر اور امت میں کیا اپنے رسول مقبول کی کہ جو اشرف انبیاء اور نبی رحمت جن کی شفاعت سے امیدوار ہیں کہ پاویں دونوں جہان کی نعمتیں۔
مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اوس کی صفات جانے اور اوس کے حکم کو معلوم کرے اور مرضی اوس کی تحقیق کرے کہ بغیر اوس کے بندگی نہیں اور جو بندگی بجا نہ لاوے بندہ نہیں اور بڑی بندگی نماز ہے کہ بدوں اوس کے کوئی بندگی قبول نہیں کہ سرا سب بندگیوں اور بُرے کاموں سے بچنے کا یہی ہے	سب مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانیں اور اس کی صفات جانیں اور اوس کے حکم معلوم کریں کہ بغیر اوس کے بندگی نہیں اور بندہ بندگی بجا نہ لاوے وہ بندہ نہیں اور بڑی بندگی نماز ہے کہ بدوں اوس کے کوئی بندگی مقبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ سرا سب بندگیوں کا نماز ہے۔

[1] پہلے تین نسخوں کے ساتھ منظوم رسالہ بے نمازاں (اسماعیل شہید) اور آخر الذکر کے ساتھ مثنوی سلک نور (اسماعیل شہید) شامل ہے۔

[2] رسالہ حقیقت الصلوٰۃ میں سورہ فاتحہ کا جو اردو ترجمہ نقل ہوا ہے وہ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ ہے ممکن ہے اسی بنیاد پر اس رسالہ کو شاہ عبدالقادر کی تالیف قرار دے دیا گیا ہو۔